السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

گائے کی زکوۃ میں جتنی راسیں نکل سکیں ان کی اصلی اور مناسب قیمت دے جائے اوران راسوں کواپنے گلہ ہی میں دینا اور غلہ کواپنے پاس باقی رہنے دینا جائزہوگا یانہیں؟(1)

گیہوں دھان چناجوغیرہ میں بصورت نصاب عشریا نصف عشر کاجس قدر غلہ ہواس کی قیمت مناسب نرخ سے لگاکردے دینااور غلہ کواپنے پاس ہی باقی رہنے دینا جائزہوگا یانہیں؟(2)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

او2)زکوۃ میں واجب شدہ چیزکی قیمت نکالنے کادستور عہد نبوت میں نہیں تھا۔زمانہ نبوت کادستوریہ تھاکہ اصحاب نصاب زکوۃ والے مال کی زکوۃ اس مال میں سے یااس جنس سے اداکرتے تھے بشرطیکہ وہ مقرر شرعی مقدار کے) مطابق ہوا لازکوۃ الابل الی اربع وعشرین فان الواجب فیہا الشاۃ لاالابل بنا بریں میرے نزدیک صاف اور سیدھا اورحق مسلک یہ ہے کہ بغیر عذر کے زکوۃ میں قیمت نہ اداکی جائے پس صورت مسؤلہ میں گائے کی زکوۃ میں واجب شدہ راس اور عشر میں غلہ کی بجائے بغیر عذر کے جائز نہیں ہوگی۔

علامہ شوکانی فرماتے ہیں:الحق ان الزکاۃ واجبۃ من العین لایعدل عنہا الی القیمۃ الاالعذر(نیل الاوطار4/216)وقال صاحب حدائق الازہار:وتجب فی العین ثم الجنس ثم القیمۃ حال الصرف قال الشوکانی فی شرحہ السیل الجرار

ہذا صواب لما قدمنا من الادلۃ الدالۃ علی وجوب الزکاۃ فی العین فإذا تلفت العین فالعدول إلی الجنس ہو اقرب إلی العین من القیمۃ لان جنس الشيء یوافقہ فی غالب الأوصاف فإذا لم یوجد الجنس اجزأت القیمۃ لان لذلک غیۃ ما یمکن من التخلص عن واجب الزکاۃ وقال صاحب الحدائق فی بیان صدقۃ الفطر:انما تجری القیمۃ للعذر قال الشوکانی:ہذا صحیح لان ظاہر الاحادیث الواردۃ بتعین قدر الفطر من الاطعمۃ ان اخراج ذلک مماسماہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم متعین واذا عرض مانع من اخراج العین کانت القیمۃ مجزئۃ لان ذلک ہو الذی یمکن من علیہ الفطرۃ ولایجب علیہ مالایدخل تحت امکانہ انتہی

امام احمدامام مالک امام شافعی داودظاہری وامام ابن حزم کامذہب یہ ہے کہ زکوۃ فطرہ میں قیمت نکالنی جائز نہیں وقد احتج لہم موفق الدین ابن قدامۃ فی المغنی وشمس الدین ابن قدامۃ فی الشرح الکبیر(6/448).بثمانیۃ وجوہ فارجع الی ہذین الکتابین ان شئت الوقوف علیہا

اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک زکوۃ کفارہ فطر عشر خراج نذرمیں قیمت اداکرنی جائز ہے۔امام بخاری کی تحقیق واجتہاد بھی مسئلہ زکوۃ میں حنفیہ کے موافق ہے۔چنانچہ اپنی صحیح میں اس مسئلہ پرباب الفرض فی الزکاۃ کے تحت چار دلیلیں ذکرکی ہیں:

قَالَ مُعَاذٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِأَہْلِ اليَمَنِ : «ائْتُونِي بِعَرْضٍ ثِيَابٍ خَمِيصٍ - أَوْ لَبِيسٍ - فِي الصَّدَقَةِ مَكَانَ الشَّعِيرِ وَالذُّرَةِ الخ وقد أجیب عن ہذا الأثر بستۃ وجوہ ان شئت الاطلاع علیہا فارجع إلی عمدۃ القاری أو فتح الباری لحافظ الدنیا للعسقلانی وارشاد الساري للقسطلانی والمحلی للامام ابن حزم الظاہری

احتبس خالد أدراعہ واعتدہ فی سبیل اللہ قال العینی:مطابقۃ للترجمۃ من حیث للترجمۃ من حیث أن أدراع خالد واعتدہ من االعرض ولولا أنہ وقفہا لا عطی ما فی وجہ الزکوۃ اولما صح منہ صرفہما فی سبیل اللہ قد خلافی احد مصارف الزکاۃ(2) الثمانیۃ المذکورۃ فی قولہ عزوجل:اما الصدقات للفقراء الخ فلم یبق علیہ شی انتہی

قلت:قولہ علیہ السلام ہذا یحتمل ثلثۃ معان کما لایخفی علی المتامل ولایظہر وجہ المطابقۃ بین الحدیث والترجمۃ لاعلی احد معانیہ الثلثۃ ومع احتمالہ للمعنین الاخرین کیف یصح الاستدلال

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم.... للنساء تصدقن ولومن حلیکن قلت:الحدیث لیس بواضح فی جواز أخذ االعرض اور القیمۃ فی الزکاۃ کما نبہ علیہ القسطلانی فی ارشاد الساری(3)

حدیث ابی بکرفی اعطاء سن من الإبل بدل سن آخر وقد أجاب عنہ الجمہور بأنہ یدل علی ان الزکوۃ واجبہ فی العین ولوکانت القیمۃ ہی الواجبہ لکان ذکرعینا لانہا تختلف باختلاف الازمنۃ والأمکنۃ فتقدیر الجبران بمقدار معلوم لایناسب(4) تعلق الوجوب(نیل االاوطار4/211)وقدبسط الحافظ ہذا الجواب فی فتح الباری(3/313)فارجع الیہ وأنما أہملنا الکلام واکتفینا بالاشارات والایماء ات لأن المقام لایحتمل التطویل والإطناب واالتفصیل فعلیک أن تراجع الکتب المذکورۃ(محدث

عشر کے احکام

مولانا عبدالرؤف

علامہ غزالی نے احیاء العلوم کے ایک باب میں علوم دینیہ کی ترویج واشاعت کے سلسلہ میں جوکچھ لکھا ہے۔ اس سے بالوضاحت معلوم ہوتا ہے کہ ملت اسلامیہ کا اقبال دو روہ زریں دور تھا جب کہ دینی ادارے شرعی بیت المال اور شاہی خزانوں سے روزافزوں عروج وارتقاء کے مراحل طے کررہے تھے مگر کون کہہ سکتا تھا کہ دورغلامی میں تاج وتخت سے محروم اور فکر معاش میں کھوجانے والی مسلم قوم مسجد ومکتب اور دینی ضروریات کے مالی قربانی کا حق ادا کرے گی لیکن یہ معلم حکمت جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے اسلامی نظام اور اس کے اہم اصول زکوۃ وعشر ہی کی معجز نمائیاں ہیں کہ محکومی کے دور میں بھی مکتب کے بوریہ نشینوں نے تعلیمی ودینی نظام کو برقرار وقائم رکھا ہے۔

آج جب عشر وزکوۃ کے مسائل پر قلم اٹھایا تو والدی المحترم جناب حاجی نعمت اللہ خان کی پیکر ایثار ہستی کی یاد تازہ ہوگئی جنہوں نے زکوۃ وعشر کے فروغ کے کر بستی وگونڈہ اور نیپال کی ترائی میں ایک اسلامی وتعلیمی فضا برپا کردیہ کہ مدرسہ سراج العلوم جھنڈا نگر کے قیام سے پشتر ہمارا علاقہ زکوۃ وعشر کے نام سے قطعا نا آشنا تھا۔ رسمی طور پر کھلیانی اور برائے نام بھیک وصدقہ وغیرہ دے کر اہل مال زکوۃ وعشر سے خود کو سبکدوش سمجھتے تھیے اور یہی وہ زمانہ تھا کہ نیاز وفاتحہ کے چڑھاوے سے قبر ودرگاہ کے جواز میں ہن برستا تھا لیکن مساجد ویران اور صداقت آمود مکاتب بے نام ونشان تھے۔

میرے والد نے جماعت کے اکابر علماء سے عشر وزکوۃ کے مسائل پوچھ پوچھ کر زمین داروں اور کاشتکاروں کو آگاہ کردیا کہ زمین کی ہر پیداوار میں اللہ کے بندوں کا حق ہے اس طرح اس دور کے قوم وجماعت کے سردار حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب محدث مبارکپوری کی شارح ترمذی صاحب تحفۃ الاحوذی مرحوم کی سرپرستی میں مدرسہ کو دے کر زکوۃ عشر کے نظام کو فروغ دینے کی مزید صورت پیدا کی ان کی اس طرح قربانیوں کا ثمرہ آج قوم وجماعت کو حاصل ہے کہ ہمارے علاقہ میں گاؤں گاؤں زکوۃ وعشر کا چرچا ہے دینی ادارے مالیاتی سقائی سے سیراب ہیں اللہ تعالی توحید وسنت اور دینی خدمت کے اس شیدائی کو غریق رحمت کرے جو زکوۃ وعشر کی پابند کا نمونہ بن کر اور اسے ہر ڈھنگ سے فروغ دے کر علاقہ میں نظام عشر وزکوۃ کا بانی اول قرار پایا۔

آنے والے صفحات میں آپ بانی مدرسہ سراج العلوم جھنڈا نگر (حاجی نعمت اللہ خان صاحب مرحوم) کے استفتاء کو ملاحظہ کریں گے جو انہوں نے غلہ اور زمینی پیداوار کے عشر کے سلسلہ میں اس دور کے علمائے کبار کی خدمت میں بھیجا تھا اس جواب لکھنے والے اور یہ دینی مسئلہ بتانے والے اس دور کے وہ ممتاز علما تھے جن کے علم فضل وکمال سے کم بیش ہند پاک کا ہ دیندار مسلمان واقف ہے شارح القاسم صاحب سیف بنارسی رحمھم اللہ جیسے اکابر واجلہ علماء ملت پر پوری طرح اعتماد وثوق کیا جاسکتا ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب الزکاۃ

صفحہ نمبر 38

محدث فتویٰ